P. O. RGD. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے — سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۹ | ستمبر سنہ ۱۹۵۰ء | مدیر - قاضی عبدالغفار | ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۶۹ ہجری | نمبر ۱۸

کچھ اپنی باتیں

گاندھی جی کا نام نہ لو!

اکھل بھارتیہ ہندی پریشد کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے حکومت ہند کی رکن شریمتی امرت کنور نے مہاتما گاندھی کے ان الفاظ کو دہرایا کہ "اگر ہماری ایک مشترک زبان نہ ہوگی تو ملک میں اتحاد بھی نہیں ہو سکتا"۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سب کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ملک کے لئے ایک قومی زبان کی تعمیر میں ایک دوسرے سے مل جل کر کام کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ گاندھی جی ہندی زبان کی ترقی سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اسی لئے انہوں نے اسکو قومی زبان بنانے کے لئے راشٹر بھاشا کی تحریک شروع کی تھی۔

اسی کے ساتھ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ جو زبان ملک کی قومی زبان بنائی جائے وہ ایسی آسان ہو کہ عام طور پر لوگ اس کو سمجھ سکیں۔ تمام صوبوں اور ریاستوں کو اسکی ترقی میں حصہ لینا چاہئے اور وہ لچکدار ہو اور سخت نہ ہو۔ کانگرس کے سکریٹری مسٹر شنکر راؤ دیو نے کہا کہ ہندی قومی زبان ہوگی لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے اندر کیا ہوگا۔ اگر صحیح معنی میں قومی زبان بنانا ہے تو ہر ایک کو موقعہ دینا چاہئے کہ وہ اس زبان کی تعمیر میں شرکت کرے۔" انہوں نے یہ بھی کہا کہ انگریزی زبان کو جو ۱۵ سال کی مہلت دی گئی ہے یہ زمانہ گھٹا کر اگر پانچ سال کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

ہمارا پہلا سوال تو یہ ہے کہ زبان کے معاملہ میں اب مہاتما جی کا نام کیوں لیا جاتا ہے اور ان کی کوئی بات کیوں دہرائی جاتی ہے اور ادھوری کیوں دہرائی جاتی ہے۔ اول تو مہاتما جی کی تقریباً سب ہی باتیں بھلائی جا چکی ہیں لیکن خاص طور پر زبان کے معاملہ میں تو مہاتما جی کا نقش شروع سے آخر تک مٹا دیا گیا ہے۔ پھر ان کا نام لینا کیا ضرور ہے؟

آنریبل شریمتی امرت کنور نے یہ تو فرما دیا کہ مہاتما جی ہندی ہی کو ملک کی قومی زبان بنانا چاہتے تھے لیکن یہ نہ فرمایا کہ اس زبان کے ساتھ مہاتما جی نے شرط بھی لگائی

نہیں ۔ ورنہ تو اس کا نام ہی انہوں نے بدل دیا تھا جسکو اب زبان پر لاتے ہوئے کانگریسی نیتا کچھہ تو ایسے ہیں جو خفا ہوتے ہیں اور کچھہ ایسے قوم کے انتہا پسندوں اور رجعت پسندوں سے ڈرتے ہیں ۔ کچھہ وہ بھی ہیں جو صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم "ہندستانی" کا تو نام ہی سنا نہیں چاہتے ۔ اسکے بعد دونوں رسم الخط سیکھنے کی شرط مٹ چکی ۔ اس وقت اسکا نام لینا بھی گناہ ہے ۔ خود اتر پردیش میں ان دو میں سے ایک رسم الخط کی تعلیم کے بھی تمام دروازے بند کئے جارہے ہیں ۔ اب جو کچھہ بات باقی رہ گی وہ یہہ رہ گئی کہ مہاتما جی ہندی اور اردو زبان کی آسان شکل کا "ہندستانی" کے نام سے ذکر کیا کرتے تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ قومی زبان وہی ہوسکتی ہے جو عوام کی سمجھہ میں آئے اور جسے عوام بول سکیں ۔ اس بات کو اب بھی بعض سمجھہ دار کانگریسی نیتا زبان پر لاتے ہیں، لیکن ایسا کرتے ہوئے وہ اپنی بے بسی اور مجبوری کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں ۔ اگر وہ بے بس اور مجبور نہ ہوتے تو کیا ان اصطلاحوں اور دستور کے ہندی ترجمے کی اس زبان کے متعلق ایک حرف بھی نہ کہتے جو ہماری آیندہ قومی زبان کا نمونہ بنایا گیا ہے ؟ یہہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہمارے نیتا کہتے تو یہی ہیں کہ قومی زبان آسان زبان ہونی چاہئیے، لیکن جب سنسکرت زبان کے پنڈت آسان اور عام فہم لفظوں سے "پاک" کرکے ٹھیٹھہ سنسکرت کے سانچے میں ڈھالتے ہیں تو نہ تو شریمتی امرت کور کی آواز اس حماقت کے خلاف بلند ہوتی ہے اور نہ مسٹر شنکر راؤ دیو ان پنڈتوں سے یہہ سوال کرتے ہیں کہ آخر یہہ زبان تم عوام کے حلق میں کسطرح اتھو نسو گے ۔ مرکزی حکومت اور صوبوں کی حکومتوں کے بڑے بڑے اراکین میں دوچار کے سوا کوئی بھی اس زبان کو نہ بول سکتا ہے اور نہ سمجھہ سکتا ہے ۔ پنڈت جواہر لال نہرو، سردار پٹیل، شریمتی خود، مسٹر دیشمکھہ اور کتنے ہی ایسے لیڈر اگر چاہیں بھی تو اس زبان کو نہ بول سکتے ہیں اور نہ لکھہ سکتے ہیں ۔ اتر پردیش میں شری سمپورنانند جی کے علاوہ کیا ہمارے وزیر اعظم اور اونکے اکثر شرکاء کار اس زبان کے امتحان کے پرچے میں ایک چوتھائی نمبر بھی حاصل کر سکتے ہیں ؟ یہہ تو سب صحیح لیکن یہہ سوال کرنے کی جرات کسی کو نہیں کہ آخر یہہ کونسی زبان بنائی جارہی ہے ۔ اس ہندی زبان کے لئیے (جو ہندی زبان تو ہے نہیں، اور جو کچھہ بھی ہو) دوسری زبانوں کو ہٹا کر اور دبا کر راستے صاف کیئے جارہے ہیں ۔ اردو کا تو ذکر ہی کیا کہ وہ خود اتر پردیش کی علاقہ واری زبان تسلیم نہیں کی جاتی اور ایک اقلیت کی زبان کی حیثیت سے بھی تمام حقوق سے محروم کی جارہی ہے، دوسرے صوبوں کے لوگوں کو بھی یہہ شکایت پیدا ہو چلی ہے کہ پنڈتوں کی بنائی ہوئی اس زبان کا سامراج انکی زبانوں پر مسلط کیا جارہا ہے ۔ کانگریس کے نیتا کچھہ تو اپنی کمزوری کی وجہ سے جو آپس کے جھگڑوں سے پیدا ہوئی ہے اور کچھہ اس خیال سے کہ کہیں آیندہ الیکشن میں انتہا پسند فرقہ پرستوں کی مخالفت کی وجہ سے اونکے اقتدار کے قلعہ کی دیواریں نہ ٹوٹ جائیں، سچی بات کو گول گول باتوں میں ٹال جاتے ہیں اور کھل کر نہیں کہتے کہ یہہ زبان جسے ہندی کا نام دیا جارہا ہے عوام کی زبان نہیں ہے اور نہ بن سکتی ہے ۔ اتر پردیش میں تو آسان ہندی یا "ہندستانی" سے اسقدر بغض پیدا ہو گیا ہے کہ "ہندستانی" چونکہ اردو کی آسان صورت بھی سمجھی جاتی ہے اس لئیے اسکے مٹانے کے لئیے ماتحت افسروں کی ایک بڑی فوج کمر باندھے ہوئے حاضر ہے ۔ حکومت کا سرکاری اعلان تو کچھہ ہوتا ہے اور اسکے ماتحتوں کا عمل کچھہ ہوتا ہے ۔ یہہ ایک کھیل ہے جو کھیلا جارہا ہے ۔

اردو زبان والوں کو جو اردو زبان کی آسان شکل کے حامی ہیں اور ہندی زبان یا رسم

الخط کے هرگز مخالف نہیں هیں' اب تو یہہ معلوم هوتا هے که انہیں اسان اردو کی حفاظت کے لئے جسقدر جدو جہد کرنی پڑیگی اتنی هی اس هندی زبان کی حفاظت کے لئے بھی کرنی پڑیگی جسے ملایا جارها هے ۔ انکی جدو جہد کا یہہ محاذ خود حکومت پیدا کر رهی هے ۔ وہ وقت قریب هے اور اوسکے قریب انے کی رفتار کو حکومت کے ماتحت حکام بڑھا رهے هیں' جب نہ صرف اردو والے یا صرف مسلمان ' بلکه بہت سے هندی والے اور بہت سے انصاف پسند هندو ایک هی محاذ پر جمع هوکر حکومتوں کی اس پالیسی کا مقابله کرینگے اور اس محاذ پر ان صوبوں کے لوگ بھی نظر آئینگے جنهیں یہه شکایت هے که پنڈتوں کی هندی ان کی صوبائی زبانوں پر مسلط کی جارهی هے اور زبان کا یہه سامراج ان کی زبانوں کی ترقی کو روک رها هے۔

زبان کے مسئله میں صورت حال کا رخ یہه نہیں هے که عوام حکومت کی کرور پالیسی یا زبان کے سامراج کی زبردستی کو زیادہ عرصه تک خاموش رہ کر گوارا کرسکیں ۔

رها گاندهی جی کا نام ' جس سے اب بھی همارے اہت سے نیتا کھیل رهے هیں اور اس نام کی عظمت کو سستے داموں خرید رهے هیں' تو اگر یہه نام اب هماری بحثوں سے الگ هی رکھا جائے تو مناسب هوگا ۔ مہاتما جی کا ایک ایک فقرہ اور ایک ایک لفظ جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھا یا زبان سے کہا زبان کی اس پالیسی کو جھٹلا رها هے جو اختیار کی گئی هے ۔هم سے جدا هونے سے صرف چند هی روز پہلے انہوں فرمایا تھا :-

> "مجھه سے کہا گیا هے که قومی زبان هندی هوگی جو دیوناگری حروف میں لکھی جائیگی ۔ میں تو کبھی اس پر رضامند نہیں هوسکتا .... لہذا میں تو "هندستانی" هی پر زور دیتا رهونگا چاهے میں اس کی تائید میں بالکل تنہا رهوں"

(هریجن ــ ۳۰ اگست سنہ ۱۹۴۷ع)

اپنے بظاهر جانثار عقیدت مندوں کے هجوم میں جن کی زبان آج بھی "دیس پتا" کے گن گانے سے تھکتی نہیں ' مہاتما جی کس قدر تنہا رہ گئے ' اس کا اندازہ اتر پردیش میں هو رها هے ! پھر بھی همارے لیڈر مہاتما کے نام کا جوا کھیلے جارهے هیں !!

ہلکے ہلکے اشارے

.............مزاحیه اخبار شنکر میں ایک دلچسپ مضمون شائع هوا هے ۔ اس کی تمہید یوں هے که :-

"ایک تازہ اخباری بیان میں اعلان کیا گیا هے که......... یونیورسٹی کی سینیٹ نے فوری طور پر هندی کو ذریعه تعلیم بنانے کا فیصله کیا هے ۔ هم ذیل میں شاہ هنری هشتم کے متعلق ایک ممتاز بنگالی پروفیسر کے لکچر کی یادداشتیں درج کرتے هیں جو ایک طالب علم نے لکھی هیں :-

نمستے جنٹلمین ۔ ٹوڈے (To-day) میں ایک لکچر ڈلیور (Diliver) کرونگا ' هنری ٹیوڈر کے متعلق ۔ (ٹیوڈر Tudor) اس کے باپ کا نام هے ۔) جب یہه آٹھه نمبر کا هنری تھرون (Throne) پر کلایمب (Climb) کیا یہه بہت اسٹرایکنگ پرسونیلٹی (Striking personality) تھا اور سب لوگوں نے کہا "This youngman is destined to be an out standing king" بٹ but سب لوگ ڈس اپوائنٹڈ (Disappointed for) تھا فار یہه بادشاہ گورنمنٹ میں کچھه انٹرسٹ (interest) نہیں لیا .... جے هند"

.......اور شکوہ یہه هے که انگریزی زبان کو ۱۰ سال کی مہلت دینے کے بجائے هندی کو فوراً هی اعلی درجوں میں ذریعه تعلیم کیوں نہیں بنایا جاتا !

...........لکھنو یونیورسٹی کی اکیڈیمک کونسل نے طے کیا هے که امتحانوں کے پرچوں کا هندی میں جواب دینے کی جو شرط عاید کی گئی تھی اسے سنہ ۱۹۵۰ ع کے بعد تک ملتوی رکھا جائے ۔ علاوہ ازاں یونیورسٹی یہه فیصله کرچکی هے که عربی ' فارسی اور اردو کے پرچوں کے جوابات بھی "یا تو دیوناگری رسم الخط میں یا اردو" میں لکھے جائینگے ۔ یعنی اردو کے پرچے کا جواب بھی دیوناگری رسم الخط میں لکھا جاسکتا هے ۔ صرف "یا تو" نے اتنی گنجایش

پیدا کر دی ہے کہ اردو رسم خط بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اردو زبان کی تعلیم کے سب دروازے بند ہو گئے تو یہ بحث ہی پیدا نہ ہوگی۔ اردو کا لباس (یعنی رسم الخط) اتار لینے اور اسے ننگا کر دینے کے بعد اس تسکین بخش "ہاں" کی بھی بالکل کوئی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ ان فیصلوں کی عملی دشواریوں سے جب سابقہ ہوتا ہے تو ہمارے ماہرین تعلیم گھبرا کر انگریزی زبان کی مادرانہ آغوش شفقت میں جا بیٹھتے ہیں!!

.... کہیں ایسا تو نہیں کہ اٹل فیصلوں کا یہ التوا منصوبوں کی کمزوری کا نتیجہ ہو!!

.... محمد بشیر صاحب ممبر ٹاون ایریا کمیٹی پوروہ محلہ وزیر گنج ضلع اناؤ لکھتے ہیں کہ۔

"میں نے ایک درخواست جناب ہیڈ ماسٹر صاحب جبریہ اسکول بچھم ٹولہ کو دی کہ میرے لڑکے کو مطابق کیریکولم اردو میں کتابیں پڑھائی جائیں۔ درخواست اردو میں تحریر تھی جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے درخواست کو جناب اجودھیا ناتھ جی چیرمین جبریہ اسکول کے سامنے پیش کیا۔ انہوں داخل دفتر کی اور ایک آرڈر جملہ مدرسین کو دیا کہ آج سے کوئی درخواست اردو میں کسی قسم کی نہ لی جائے .... ہمارے قصبہ میں جس کی مسلم آبادی تقریباً ۵ ہزار ہے اردو کی تعلیم بالکل بند ہے"

بند نہ ہوتی تو ہمیں تعجب ہوتا! چیرمین صاحب جبریہ اسکول اگر تعلیم کے معاملہ میں "جبر" فرماتے ہیں تو ظاہر ہے کہ انہیں درخواستوں کی زبان کے متعلق بھی "جبر" کا اختیار حاصل ہو گیا ہوگا! ہمیں یقین ہے کہ اگر انگریزی زبان میں درخواست دی جاتی تو داخل دفتر نہ ہوتی! رہا اسکولوں میں تعلیم کا معاملہ تو خدا ان ہی کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ قصبہ میں ایک اردو مکتب یا اسکول فوراً جاری کر دینا چاہئے۔ امید ہے کہ چیرمین صاحب اس کے بند کرنے کا کوئی حکم نہ دے سکینگے!!

.... لکھنؤ میں کونسل ہاؤس کا نام ودھان بھون رکھا گیا ہے۔ ہمیں اگر کچھ شکوہ ہے تو صرف اتنا کہ یہ اس قدر ہلکا اور آسان اور غیر سنسکرتی کیوں ہے! اور ایگزیکٹو کانفرنس کے پنڈتوں سے کیوں مشورہ نہیں کیا گیا۔

.... "ادھر انجمن ترقی اردو نے اپنا نو جیون لیا اور کام کی طرف قدم بڑھایا اور ادھر مخالفت شروع ہو گئی۔ مخالفت کون لوگ کر رہے ہیں؟ کیا شری ٹنڈن جی اور ان کے ساتھی؟ کیا راشٹریہ سنگھ اور مہا سبھا؟ نہیں! مخالفت اپنوں کی طرف سے شروع ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اردو کی محبت نے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ وہ انجمن پر حملہ کریں ....

"قومی آواز"

.... ہمارے ملک میں ایسے قبیلے اور فرقے بھی موجود ہیں جو شگون کے طور پر اولاد کی قربانی بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ قربانی یعنی ان کا قتل! اس قربانی کے تصور میں جو مذہبی اہمیت مضمر ہے اس کا لحاظ رہے! عقیدت یا محبت کی ایک انتہا یہ بھی ہے۔ یہ بات اور ہے کہ یہ رسم اس زمانہ کی نہیں اور ہزاروں برس پرانی ہے! ایک قدیم شاعر نے تو اپنے عشق کی انتہا یہ سمجھی تھی کہ۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی!!

انجمن کی خبریں

کان پور میں انجمن کی شاخ

محمد شمیم صاحب، جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو کانپور اطلاع دیتے ہیں کہ:

کان پور میں اردو کے ہمدردوں کی ایک بڑی تعداد عرصے سے انجمن ترقی اردو کی شاخ کے قیام کی کوشش کر رہی تھی، چند مخلص

کارکنوں کی دعوت پر انجمن کے نمائندہ خصوصی جناب خیر بھوروی صاحب کانپور آئے اور انھوں نے یہاں کے حالات کا مطالعہ کیا، شہر کے علمی، ادبی اداروں اور دیگر معززین کی خواہش اور خیر صاحب کی تائید پر محترم قاضی عبدالغفار صاحب انجمن کی شاخ کا افتتاح فرمانے کے لئے ۲۹ اگست کو کانپور تشریف لائے۔ ۲۹ اور ۳۰ اگست کو شہر کے عمائدین اور بہی خواہان اردو نے آپ سے ملاقات کی۔ قاضی صاحب موصوف نے شہر کے اہم مکاتب اور مدارس کا معائنہ فرمایا۔ اور مولانا محمد علی میموریل اسکول کے طلبا کو خطاب بھی کیا۔ ۳۰ اگست کی شام کو ساڑھے ۵ بجے آپ کے اعزاز میں حلیم کالج کی 'بزم ادب' کی طرف سے ایک عصرانہ دیا گیا جس میں شہر کے نمایاں ادباء شعراء اور اساتذہ اور دیگر عمائدین نے شرکت فرمائی، عصرانے کے بعد ہی قاضی صاحب موصوف نے پریس کے نمائندوں سے گفتگو کی جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی، رات کو ساڑھے ۷ بجے حلیم کالج ہال میں کالج کی 'بزم ادب' کے زیر اہتمام ایک مخصوص جلسہ میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اس جلسہ میں شہر کے تمام علمی، ادبی اور ثقافتی اداروں کے نمائندوں کے علاوہ شہر کے تجارتی اور صنعتی حلقوں کے معزز حضرات بھی شریک تھے۔ کانپور میں زبان کے مسئلہ پر ریجنل ایمپلائمنٹ اکسچینج کانپور کے خوش ذوق اور جوان سال افسر اعلیٰ جناب سچدانند سنہا نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ حضرت صفی نواب صدر یار جنگ اور مخیر اعظم حافظ محمد صدیق مرحوم کی وفات پر تعزیتی قراردادیں جناب صدر نے پیش کیں، اسکے بعد جناب صدر نے اپنی عارفی تقریر میں فرمایا کہ "ہندی اور اردو کا نزاع غلط فہمی پر مبنی ہے، دونوں زبانیں اسی ملک کی ہیں، انکی ترکیب اور تعمیر میں ہندو مسلمانو کا حصہ برابر کا ہے، مسلمانوں نے ہندی شعر اور ادب میں اعلیٰ اضافے کئے ہیں، اسی طرح ہندوؤں نے اردو کو اپنی تخلیقات سے شاداب بنایا ہے، اردو کی ترقی کا یہہ مقصد نہیں ہے کہ ہندی ختم ہو جائے اور نہ ہندی کی ترقی کا یہہ مدعا ہونا چاہئے کہ اردو باقی نہ رہے، دونوں زبانوں کی ترقی سے ایک دوسرے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اسکے بعد 'بزم ادب' کی جانب سے قاضی صاحب کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا گیا جلسہ نے ایک قرارداد بھی منظور کی جس میں انجمن کے اغراض ومقاصد کی تائید کی گئی اور یہہ طے کیا گیا کہ انجمن کی شاخ کا الحاق مرکز سے کرایا جائے۔ کانپور شاخ کے حسب ذیل عہدہ داروں کے انتخاب کا اعلان کیا گیا۔

سرپرست: مولانا حسرت موہانی

صدر۔ گنگادھر ناتھ فرحت صاحب۔ نائب صدر: کرشن سہائے وحشی۔ پروفیسر سید نواب حسین شری نرائن نگم (سابق ایڈیٹر زمانہ)۔ جگیشور دیال نشتر۔ پرنسپل محمد احمد رضوی۔ اسحاق علمی (مدیر "سیاست") صاحبان۔ جنرل سکریٹری: محمد شمیم صاحب۔ خزانچی: خواجہ عبدالسلام صاحب (مدیر "صداقت")۔ پروپیگنڈا سکریٹری: اختر صدیقی (مدیر "سیاست")۔ جوائنٹ سکریٹری: محمد ادریس صدیقی صاحب مس قمر وحید صاحبہ

مجلس انتظامیہ:- حاجی محمد سمیع ام۔ال۔سی ثاقب کانپوری۔ نواب سید قیصر حسین۔ ایس۔ ان۔ سنہا۔ چودھری محمد امین۔ جی سی۔ نگم۔ عزیز الحق۔ بابو محمد یعقوب ایم ال۔ اے۔ سید احمد حسن بی۔ اے۔ میاں محمد لطیف۔ پنڈت میلا رام وفا۔ نشور واحدی۔ عبداللطیف۔ عائشہ نیر۔ شبلی بی۔ نسیم الادیب، راجونت سنگھہ رانا۔ اسلم خندی۔ احمد رشید۔

اس اعلان کے بعد قاضی صاحب نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے انجمن کا نقطہ نظر اور لائحہ عمل سمجھایا۔ آپ نے بتایا کہ انجمن کے نئے دستور اور پروگرام کی تشکیل بہت سوچ سمجھ کر کی گئی ہے، انجمن کے نظماء جن کے ہاتھ میں انجمن کی ترتیب وتاسیس کا کام تھا، نہ صرف اردو زبان کی ترقی اور بقا سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں بلکہ اپنے اپنے مخصوص علمی شعبوں کے ماہر ہیں۔ ہمیں ان کی رہنمائی پر بھروسا کرنا چاہئے۔

ہندی اردو نزاع کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہہ جھگڑا ہندو مسلمانوں کا پیدا کیا ہوا نہیں ہے، اردو ہندی کی لڑائی کو تیسرے فریق نے اپنی مقصد براری کے لئے ہوا دی تھی۔ لیکن اب اردو ہندی کی رقابت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ہندی سرکاری زبان ہو گئی ہے۔ یہہ ہمارے ملک کی زبان ہے ہمیں اسکو خوشدلی کے ساتھ سیکھنا چاہئے

جب ہم غیر ملک کی زبان کو شوق کے ساتھہ سیکھہ سکتے ہیں تو خود اپنے ملک کی زبان کو کیوں نہ سیکھیں - لکھنو میں انجمن کی شاخ کا افتتاح کرتے ہوئے آپ نے جو طویل تقریر فرمائی تھی اس کا اعادہ کرتے ہوئے آپ نے سرکاری اور قومی زبان کے فرق کو واضح کیا۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ جس زبان کو عوام کی قبولیت کی سند حاصل ہوگی وہی قومی زبان ہوگی - لیکن دوسری زبانوں سے لڑکر ہم کسی زبان کا تسلط قایم نہیں کرسکتے - آپ نے بتایا کہ زبانوں کی فطرت جدا جدا ہوتی ہے' ہندوستان کی تمام زبانیں قومی زبان کی تعمیر میں برابر کا حصہ لینا چاہتی ہیں - ہمیں بھی یہہ کوشش کرنا ہے کہ اس زبان کی تعمیر میں ہمارا اہم حصہ ہو - اس کام کے لئے ہمیں عوام تک پہنچنا' ہوگا - ان کی ضرورت کو سمجھنا ہوگا اور اسے پورا کرنا ہوگا -

ہمیں ان کے سامنے ایسی زبان پیش کرنا ہوگی جسے وہ سمجھہ سکیں اور بول سکیں - آپ نے فرمایا "انجمن کے سامنے اس وقت دو بنیادی اصول ہیں (۱) ادبی اور علمی خزانوں کی حفاظت (۲) زبان کو آسان اور عام فہم بنانا' ان اصولوں پر عمل کرکے ہم کسی دوسری زبان کے ساتھہ بے انصافی نہیں کررہے ہیں - یہہ ہمارا جائز حق ہے - جو ہم اپنی زبان کی بقا اور ترقی کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں -

قاضی صاحب نے اس موقع پر ان غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کردیا جو بعض حلقوں میں انجمن کے دوسرے اصول سے پیدا ہو گئی ہیں - آپ نے کہا "یہہ خیال کہ اردو کو آسان بنانے کے بعد اردو زبان کا خاتمہ ہوجائے گا' میری سمجھہ میں نہیں آتا - دنیا میں اکثر زبانیں ایسی ہیں جن کی ادبی شکل دوسری اور عوامی شکل دوسری ہے - اگر ہم بھی اپنی زبان کی عوامی شکل کو اپنا لیں تو اس میں کیا حرج ہے ؟ اسی طرح دوسری بدگمانی کہ ہم اردو رسم الخط کو ختم کرنا چاہتے ہیں قطعی غلط ہے - انجمن کی مطبوعات اردو میں شائع ہورہی ہیں، لیکن ہم ناگری رسم الخط کو بھی اختیار کرنا چاہتے ہیں: اسکے دو افادی پہلو ہیں:

پہلی بات تو یہہ کہ ناگری رسم الخط ہمیں سرکاری زبان سے روشناس کراتا ہے' اردو والوں کو یہہ رسم الخط سیکھنا چاہئے - دوسری ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو اور ناگری والوں کے درمیان جو دیوار کھڑی ہے اس کو توڑنا چاہئے - اردو والے نہیں جانتے کہ ہندی والے کیا سوچ رہے ہیں اور کیا لکھہ رہے ہیں' اسی طرح ہندی والے بھی اردو سے بے خبر ہیں - اس بے خبری کو ختم کرنا چاہئے ہمارا کام یہہ ہے کہ ہم ایسی صورت پیدا کریں جس سے دونوں ایک دوسرے کو سمجھہ سکیں - کتابوں کی اشاعت میں بھی ہمیں یہہ خیال رکھنا ہوگا کہ ہم ایسی کتابیں چھاپیں جو ایک دوسرے کے یہاں پسند کی جائیں - انجمن کے پروگرام کے مطابق ہم آرٹ' سائنس اور ادب کی کتابیں اردو میں منتقل کرنا چاہتے اس کے ساتھہ ہی ہم اپنی (ریفرینس) کی کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کریں گے تاکہ یہہ کتابیں آپس میں سمجھنے سمجھانے میں مدد دیں -

شاخوں کا کام

شاخوں کے کام کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان کی ذمہ داری بہت بڑی اور اہم ہے' اردو بولنا' اردو پڑھنا' اردو لکھنا - شاخوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تین باتوں کو ہر جائز طریقے سے ممکن بنائیں - اس کے لئے ہمیں ٹھوس کام کرنے کی ضرورت ہے' ایسا پروپیگنڈا جس سے لوگوں کو دلچسپی پیدا ہو ضروری ہے لیکن یہہ سنجیدہ اور ٹھوس کام کے بعد کی چیز ہے - اس وقت اردو والوں میں ایک طرح کا احساس شکست پیدا ہوگیا ہے یہہ رجحان بڑا نقصان دہ ہے اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے - ہندوستان کے نئے دستور میں ہمیں حقوق ملے ہیں' اگر ہم ان حقوق کا استعمال نہیں کرتے تو یہہ غلطی ہندی والوں کی نہیں - جب تک ہم میں طلب نہ ہوگی' اپنی زبان کو قایم رکھنے کی لگن نہ ہوگی' ہم کبھی کامیاب نہ ہونگے ہندستانی زبان میں سب سے زیادہ لچک اور

اقلیت ہے۔ اپنے دو مستحکم عقیدوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اردو کی آسان شکل کبھی نہیں مٹ سکتی۔ دوسری بات یہ کہ ہندوستان میں اقلیت اور اکثریت کے حقوق برابر ہیں، ہم اس ملک کی شان و شوکت میں، اس ملک کی عزت میں برابر کے شریک ہیں، ہمیں اسی ملک کے لئے جینا اور مرنا ہے، اقلیت اور اکثریت کی اصطلاحوں کے اب کوئی معنی نہیں۔ یہ اصطلاحیں انگریزوں کی بنائی ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ہی ختم ہوگئی ہیں۔ ہمارا مستقبل کبھی تاریک نہیں۔ ہمیں اس ملک کے باعزت شہری کی شان سے رہنا چاہئے۔ اگر کہیں ہماری زبان کے ساتھ بے انصافی ہورہی ہے تو ہمیں اس کے خلاف آواز بلند کرنی چاہئیے۔

آپ نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کانپور کی شاخ سے ایک بار پھر ٹھوس کام کرنے کی خواہش ظاہر کی، اور اس امر پر زور دیا کہ زبان کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔

قاضی صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ اسکے بعد موصوف ابوالحسنات انوار احمد صاحبان آڑت دار چرم فراش خانہ کے یہاں ڈنر پر تشریف لے گئے جہاں مختلف مکتب خیال کے لوگ مدعو تھے۔ یہاں بھی قاضی صاحب نے اردو کے مستقبل پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

انجمن ترقی پسند مصنفین کانپور

۲۰ اگست کی صبح کو ۹ بجے عبداللطیف صاحب نے شریف منزل، میں قاضی عبدالغفار صاحب کو ایک پرتکلف چائے کی دعوت دی۔ اس مختصر نشست میں شہر کے معززین اور انجمن کے نظماء نے شرکت کی۔ اس نشست میں انجمن کے انتظامی امور پر غور کیا گیا۔ جناب حاجی محمد سمیع ایم۔ ایل۔ سی۔ جناب بابو ابوالبرکات، جناب محمد یعقوب ایم۔ ایل۔ اے، اور جناب میاں عبداللطیف نے انجمن کو ہر طرح مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس کے بعد انجمن ترقی پسند مصنفین کا ایک وفد قاضی صاحب سے ملا اور زبان کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا۔ وفد نے قاضی صاحب کو یقین دلایا کہ انجمن ترقی پسند مصنفین انجمن ترقی اردو کے کاموں میں پوری امداد کریگی۔ ہندی کے مشہور عوامی شاعر شیل جی نے اپنی کچھ نظمیں حاضرین کے سامنے سنائیں، ان کی عام فہم زبان اور ان کے کلام کو بہت پسند کیا گیا۔

جلسہ کے بعد قاضی صاحب نے مسلم لائبریری کا معائنہ فرمایا اور یہ دیکھکر خوشی ظاہر کی کہ انجمن کو مسٹن روڈ جیسی شہر کی مرکزی جگہ پر دفتر مل گیا ہے۔ عزیز الحق صاحب مہتمم لائبریری شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے انجمن کے لئے لائبریری میں ایک حصہ دینا منظور فرمایا۔

قاضی صاحب ۲۱ کی شام کو لکھنؤ تشریف لے گئے۔

مختصر افسانے لکھنے والوں کے لئے نادر موقع

اُردو کے اہل قلم سے درخواست ہے کہ ذیل کے اعلان کو غور سے پڑھیں اور ہندوستان ٹائمز کل ہند انعامی مقابلے میں ضرور حصہ لیں ۔

اس کے علاوہ ان کی سہولت کے لئے "نئی روشنی" کی طرف سے بھی اس سلسلے میں ایک مقابلہ ہو رہا ہے جس میں چار انعام حسب تفصیل ذیل رکھے گئے ہیں۔

پہلا انعام ۴۰۰ روپے دوسرا انعام ۳۰۰ روپے تیسرا انعام ۲۰۰ روپے چوتھا انعام ۱۰۰ روپے

جو چار افسانے انعامات کے مستحق سمجھے جائیں گے، اُن کے انگریزی ترجمے کل ہند مقابلے کے لئے ہندوستان ٹائمز کو بھیج دئے جائینگے۔ انعام پانے والوں کو اختیار ہوگا کہ اپنے افسانوں کے انگریزی ترجمے خود ہی کرا کر بھیجیں۔

"نئی روشنی" کے مقابلے کے لئے یہہ شرطیں ہونگی :-

(۱) افسانہ اُردو زبان میں ہو، اس سے پہلے کہیں چھپا نہ ہو ۔

(۲) اس میں چار ہزار الفاظ سے زیادہ نہ ہوں ۔ اگر تین ہزار الفاظ ہوں تو بہتر ہے ۔

(۳) اس کی تین ٹائپ کی ہوئی یا کم سے کم صاف لکھی ہوئی نقلیں **ایڈیٹر نئی روشنی، جامعہ نگر، دہلی** کے نام جلد سے جلد بھیج دی جائیں، افسانہ نگار حضرات اپنے افسانے کی ایک نقل پر اپنا نام اور پتہ نہ تحریر فرمائیں ۔ بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ہے ۔ اس کے بعد جو افسانے پہونچینگے وہ مقابلہ میں شامل نہیں کئے جائینگے ۔

ہر ملک ایک ابتدائی مقابلہ اپنے ہاں کے لکھنے والوں میں کریگا اور بین الاقوامی مقابلے کے لئے دو سے لیکر چار تک مختصر افسانے منتخب کرے گا جو اخبار اس ملک کی نمایندگی کرتا ہے وہ انعامات دے گا اور ان افسانوں کے ورلڈ کاپی رائٹ کا مالک ہوگا ۔

۶۵ یا اس سے زیادہ افسانے جو ۲۳ ملکوں سے جمع کئے جا رہے ہیں اس تحریک میں شریک ہونے والے سب اخباروں اور رسالوں کو بھیجے جائینگے جو انہیں ہفتہ وار شائع کرتے رہینگے ۔ اس طرح ہر لکھنے والے کا افسانہ دنیا بھر میں پھیل سکے گا ۔ جب یہہ سب افسانے سال بھر کی مدت میں شائع ہو چکیں گے تو تحریک میں شریک ہونے والے اخباروں کی کثرت رائے سے ایک افسانہ منتخب کرکے دنیا کا بہترین افسانہ قرار دیا جائے گا اور اس کے لکھنے والے کو نیویارک ٹائمز کا دیا ہوا ۵۰۰۰ ڈالر (تقریباً ۲۳ ہزار روپے) کا انعام ملے گا ۔ اس خبر کی عالم گیر اشاعت کی جائے گی ۔

جن افسانوں کو ابتدائی مقابلے میں انعامات ملینگے ان کے تراجم پھر ہندوستان ٹائمز کو بھیجے جائینگے جہاں تمام زبانوں کے افسانوں کا مقابلہ ہوگا۔ آٹھ منتخب افسانوں کو ہندوستان ٹائمز کی طرف سے یہہ انعامات دے جائینگے ۔

پہلا انعام ۱۵۰۰ روپے، دوسرا انعام ۱۰۰۰ روپے، تیسرا انعام ۷۰۰ روپے، چوتھا انعام ۶۰۰ روپے، پانچواں انعام ۵۰۰ روپے، چھٹا انعام ۴۰۰ روپے، ساتواں انعام ۳۰۰ روپے، آٹھواں انعام ۲۰۰ روپے،

ہر اخبار چار افسانوں کو کل ہند مقابلے کے لئے ہندوستان ٹائمز کے پاس بھیجے گا ۔ ایسے افسانوں کے ساتھ اُن کے اچھے انگریزی ترجمے بھی بھیجنے ہونگے، اس لئے کہ کل ہند مقابلے میں صرف انگریزی ترجموں ہی پر غور کیا جاسکتا ہے ۔ ہندوستانی زبان کے مقابلوں میں انعام پانے والے افسانوں کا اعلان ہونے کے بعد ان کے لکھنے والوں کو اختیار ہوگا کہ وہ خود اپنے افسانے کا انگریزی ترجمہ کرکے یا کرا کے بھیجیں ۔

پہلے دو انعامی افسانوں کو ہندوستان ٹائمز بین الاقوامی مقابلے کے لئے بھیجے گا ۔

ہر لکھنے والے کو افسانہ بھیجتے وقت اقرار صالح کرنا ہوگا کہ یہہ اس کا طبع زاد ہے اور اس سے پہلے کبھی شائع نہیں ہوا ہے ۔

ہمیں پر زور اور جیتے جاگتے افسانے چاہئیں جن کے پس منظر حقیقی ہوں، کردار اصلیت کے مطابق ہوں اور مکالمے جان دار ہوں ۔ وہ ہر عہد اور ہر مقام کے بارے میں ہو سکتے ہیں لیکن بہتر یہہ ہے کہ آج کل کے لوگوں، موقعوں اور مسئلوں سے متعلق ہوں، محبت، نفرت، جرم، جنگ، مہم جوئی، نسل یا مذہب کی کشمکش رومان، خیال آرائی، دلچسپ فرحیہ، دل دوز المیہ........ غرض کوئی موضوع بھی ممنوع نہیں ہے ۔ اصل چیز قصہ ہے ۔

اگر کسی معاملے میں شبہہ یا نزاع ہوگا یا کسی شرط کی تعبیر میں اختلاف ہوگا تو شری دیو داس گاندھی مینیجنگ ڈائرکٹر ہندوستان ٹائمز کا فیصلہ آخری اور قطعی سمجھا جائیگا ۔

اپنے دیس کی خبریں

لکھنؤ

۲ ستمبر کو لکھنؤ میں اتر پردیش اسمبلی اور کونسل کے بعض ممبران کا ایک اجتماع ہوا جسکو مرکزی انجمن کے جنرل سکریٹری نے خطاب کیا ۔ اتر پردیش میں اردو کی تعلیم میں جو رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں اون پر گنٹی گھنٹے حاضرین سے تبادلہ خیال ہوتا رہا اور ایسی تدبیروں پر غور کیا گیا جو ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے اختیار کی جائیں ۔ اس امر پر تمام حاضرین متفق تھے کہ اردو کے معاملہ میں جو ناانصافی کی جارہی ہے اسکا مقابلہ کیا جائے اور اب اسکو خاموشی کے ساتھہ برداشت نہ کیا جائے ۔

شولاپور

۲۰ اگست کو مسلم کلب میں "مجلس ادب" قایم کی گئی جسکے صدر جناب قدیر شولاپوری اور سکریٹری عبدالغفور صاحب انوس منتخب ہوئے ۔

حیدرآباد

مولوی حبیب الرحمن صاحب معتمد اعزازی اطلاع دیتے ہیں کہ مقامی شاخ انجمن ترقی اردو کی مجلس انتظامی کا ایک جلسہ ۲ اگست ۵۰ء کو منعقد ہوا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہہ بھی طے کیا گیا کہ دس ہزار روپیوں کے سرمایہ سے شراکت یا امداد باہمی کے اصول پر ایک تجارتی ادارہ قایم کیا جائے جس کا خاص مقصد یہہ ہو کہ اردو زبان کی اچھی اور معیاری کتابیں شائع کی جائیں ۔ اس اسکیم کے تفصیلی امور زیر ترتیب ہیں اور وہ قریب میں ہی پبلک کی اطلاع کے لئے شائع کئے جائیں گے ۔

قانون رجسٹری انجمن ہائے رفاہی اشاعت (۱) ۱۳۵۰ ع کے تحت انجمن کی رجسٹری کرالی گئی ہے ۔

مراد اباد

۲۹ اگست کو مرکزیہ انجمن بقائے ادب مرادآباد کی جانب سے ایک شاندار ادبی اجتماع بصدارت جناب طفیل احمد صاحب بارسی نائب صدر انجمن ہذا منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ سے حکومت پاکستان کے اس طرز عمل کے خلاف احتجاج کیا گیا کہ اوس نے پاکستان اور ہندستان کے درمیان کتابوں کی برامد و درامد پر پابندیاں عاید کردی ہیں ۔

ایک دوسری قرارداد میں حضرت بوم میرٹھی کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا گیا ۔

رانچی

ہمدردان اردو کا ایک ہنگامی جلسہ بمقام پبلک آر دو لایبریری زیر صدارت جناب مولانا غلام مصطفی صاحب ۲۷ اگست ۵۰ء کو منعقد ہوا ۔

اس جلسہ میں داعی جلسہ نے مرکزی دفتر کے سرکلر و خطوط پڑھکر سنائے اور بتایا کہ شاخوں کے متعلق مرکزی دفتر کے قوانین کیا ہیں آخر یہہ فیصلہ کیا گیا کہ ممبر سازی جب تک پوری نہ ہوجائے اسوقت تک کے لئے ایک عارضی کمیٹی بنادی جائے ۔ چنانچہ مندرجہ ذیل عہدہ داروں پر مشتمل "انجمن ترقی اردو رانچی" کی ایک عارضی سب کمیٹی قایم کردی گئی ۔ امید ہے ادب سے ذوق رکھنے والے حضرات عہدہ داروں کی ہمت افزائی فرمائینگے ۔

(۱) جناب مولوی عاشق الہی صاحب صدر
(۲) جناب محمد قمر العارفین ناظم اعلی
(۳) جناب عبدالغفار صاحب پرویز ناظم
(۴) جناب مولانا غلام مصطفی صاحب ممبر
(۵) جناب محمد احسن کاوان صاحب ممبر

پر نامبٹ (مدراس)

عبد اجل صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ مجلس عاملہ انجمن ترقی اردو کا اجلاس بتاریخ ۱۹ اگست ۱۹۵۰ ع منعقد ہوا ۔ جناب عبدالعزیز صاحب انصاری نے صدارت کی ۔ کونسل کیلئے چند نئے اراکین شامل کرنے کی تجویز متفقہ طور پر منظور ہوئی پھر اسی وقت کونسل کی بیٹھک ہوئی جسمیں سال رواں کیلئے مندرجہ ذیل عہدہ داروںکا انتخاب عمل میں آیا ۔

صدر جناب مولوی حسین احمد صاحب نائب صدر (۱) کے عبد الجلیل صاحب (۲) عبد العزیز صاحب انصاری معتمد وی ۔ پی عبد اجل صاحب، نائب معتمد یم ۔ پی اشرف علی صاحب، خازن حاجی سی عبدالحکیم صاحب، نائب خازن عبدالعزیز صاحب، انصاری محاسب کے عبدالجلیل صاحب،

پیرولی (بڑا گانوں)

ظہوراللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :- کل ۱۵ اگست ۱۹۵۰ ع کو یوم آزادی کی خوشی کے سلسلہ میں اقبال لائبریری موضع پیرولی بڑا گاؤں ضلع بلیا کی طرف سے جناب نورالہدی صاحب نگران نے بہ امداد وشرکت اراکین وممبران اقبال لائبریری ونیز مدرسین و طلباء باشندگان پرچم آزادی لہرایا اور پانچ بجے شام کو بہ نگرانی جناب محبوب احمد صاحب سکریڑی و اشفاق احمد و آفتاب احمد صاحبان ممبران مجلس عاملہ ایک بہت ہی بڑا جلوس گشت کرتا ہوا دفتر اقبال لائبریری آیا اور سات بجے شام کو دفتر اقبال لائبریری میں بصدارت مولوی کلیم اللہ صاحب بی ۔ اے (علیگ) جلسہ شروع ہوا ۔ بہ کثرت لوگ باوجود مسلسل بارش کے شریک تھے ۔ صدر جلسہ نے نہایت موثر تقریر، یوم آزادی پر کی ۔ اور لائبریری کے قواعد پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ۔ بعدہ جناب محبوب احمد صاحب سکریڑی نے یوم آزادی پر جامع وموثر تقریر کی دیگر اصحاب نے بھی تقریریں کیں اور نظمیں پڑھیں ۔ اخیر میں جناب نورالہدی صاحب نے حکومت ہند سے پر زور اپیل کیا کہ ہندی کیساتھ ساتھ اردو کو ترقی دیجاوے کیونکہ اردو قوم کی مشترکہ زبان ہے ۔

ٹانڈہ ۔ فیض اباد

زخمی ٹانڈوی صاحب نائب صدر انجمن اطلاع دیتےہیں کہ انجمن کی ایک شاخ ٹانڈہ میں قایم کی گئی ہے جسکے عہدہ داران حسب ذیل ہیں :-

محمد مدنی بیکس صاحب، صدر ۔ زخمی ٹانڈوی صاحب، نائب صدر ۔ زاہد حسین کلیم صاحب، نائب صدر ۔ عبدالرحمن انصاری صاحب سکریڑی ۔ حسین احمد انصاری صاحب، جوائنٹ سکریڑی ۔ مطیع الرحمن انصاری صاحب خزانچی ۔

ناگپور

ناگپور کے دور اندیش اور باخبر ادبا اور شعرا نے مل کر ۲۷ جولائی سنہ ۵۰ کو ایک انجمن بنام ادارہ "حیات الادب" کی تشکیل کی ۔ اس ادارے کی تشکیل کا مقصد صرف شعرا اور ادب کے مجموعہ ہائے کلام نظم ونثر کی طباعت واشاعت ہے ۔ جلسے جلوس اور دوسرے فروعی ہنگامے اس کے نصب العین میں شامل نہیں ہیں ۔ ہند یا پاکستان کے ہر گوشے کا ادیب وشاعر اس ادارے کا رکن بن سکتا ہے ۔ رکنیت فیس ۲ روپیہ ماہانہ مقرر کی گئی ہے ۔ قواعد وضوابط نیز دیگر تفصیلی باتیں ناظم ادارہ سے معلوم کیجا سکتی ہیں ۔ ادارہ کے صدر عالیجناب رشید احمد صاحب فنا حیدرآبادی اور ناظم شارق جمال صاحب ہیں ۔

ادارہ کے دفتر کا پتہ مومن پورہ ناگپور ہے

بنگلور

۱۵ اگست سنہ ۱۹۵۰ع کو چار بجے کارپوریشن ہائی اسکول بنگلور کے مسلم طلبا نے اردو دائرہ الادب کا سالانہ جلسہ کیا۔ جس کی صدارت عالی جناب مولوی سید نذیر احمد صاحب بی۔اے۔ایل ٹی نے فرمائی۔ جلسے میں مسلم طلباء کے علاوہ بعض ہندو طلباء اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہندی ٹیچر اور دیگر اردو جاننے والے ہندو حضرات بھی شریک رہے۔ جناب جے چند صاحب بی۔اے۔ایل۔ٹی۔ ہیڈ ماسٹر نے نہایت موثر انداز میں استقبالیہ تقریر کی۔ آپ نے دوران تقریر میں کہا میں اس جلسے میں مہمانوں کی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ اگرچہ میں اردو لکھنے پڑھنے سے نابلد ہوں لیکن اردو بول لینے سے ناواقف نہیں ہوں۔ کیونکہ اردو زبان نہایت میٹھی، سادی اور آسان زبان ہے۔ مجھے اس کی رہنمائی کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ حکیم محمد امام صاحب امامی معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو میسور نے طلبہ کو مخاطب کرکے ایک گھنٹہ تک نہایت پر مغز تقریر کی۔

ابگلہ۔گیا

عبدالوہاب ناظم نشر و اشاعت اردو کتب خانہ ابگلہ اطلاع دیتے ہیں کہ:-

"بزم اردو آبگلہ۔گیا کی ماہانہ میٹنگ بتاریخ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۵۰ع کو "اردو کتب خانہ" آبگلہ۔گیا میں ہوئی۔ جس کی صدارت جناب حکیم بلال صاحب نے کی۔ حضرت معین شاہد سکریٹری "بزم اردو" نے اپنی رپورٹ پڑھی جسے متفقہ طور منظور کیا گیا۔ جناب بدر الدین صاحب، جناب قمر بڈوسری صاحب اور عبدالوہاب صاحب کے مضامین قابل داد تھے۔ آخر میں جناب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں انجمن ترقی اردو اور انجمن ترقی پسند مصنفین پر کافی روشنی ڈالی۔

کامٹی

ناظم نشر و اشاعت انجمن ترقی اردو کامٹی اطلاع دیتے ہیں کہ:-

اردو گرلس اسکول کو ختم کرنے اور پرائمری اسکول میں اردو کا سیکشن بند کرنے کے خلاف طلبا نے بطور احتجاج ہڑتال کی۔ ایک احتجاجی جلسہ زیر صدارت عبدالشکور صاحب سابق میونسپل کمشنر منعقد ہوا۔

رائے پور

عبدالروف خاں صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو اطلاع دیتے ہیں کہ ینگ مسلم لائبریری کے ممبران کے ایک جلسہ میں علامہ صفی کے انتقال پر تعزیت کی قرارداد منظور کی گئی اور شہر رائے پور کے اردو پرائمری مدارس کو بند کرنے کے خلاف احتجاج کیا گیا اور حکومت سے اپیل کی گئی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ یہ بھی طے پایا کہ مرکزی انجمن ترقی اردو سے اس بارے میں مشورہ کیا جائے۔

برہان پور

محمد یوسف خاں صاحب کنوینر انجمن ترقی اردو اطلاع دیتے ہیں کہ:-

۲۰ اگست کی شب میں منڈی اردو اسکول کی عمارت میں ہنگامی کمیٹی کا جلسہ طلب کیا گیا جس میں عالی جناب مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی بی۔اے۔ایل ایل بی (علیگ) وسیئر وائس پریسیڈینٹ، منشی محمد قاسم صاحب لطافت، منشی محمد حشمت اللہ صاحب اور دیگر معززین نے شرکت کی۔ حسب ذیل تجاویز بالاتفاق منظور ہوئیں۔

(۱) صدر دفتر سے موصول شدہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں کنوینر کے تیار کردہ قواعد و ضوابط غور و خوض کے لئے ہنگامی صدر جناب صدیقی صاحب کے سپرد کئے جائیں پھر مجلس عامہ میں پیش ہوں۔ صدر دفتر کی منظوری کے بعد ان پر عمل کیا جائے۔

(۲) انجمن کے عہدہ داروں کے انتخاب کی تاریخ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۵۰ع مقرر کی گئی جس میں کثرت رائے سے صرف صدر کا انتخاب ہوگا باقی عہدہ دار صدر اپنی مرضی سے نامزد کریگا۔

(۳) نئی کمیٹی باقاعدہ حساب کی جانچ پڑتال کرکے انجمن کا چارج لیگی اور صدر دفتر کو الحاق کی درخواست معہ فیس داخلہ روانہ کریگی۔

ہندی جنوب میں

جناب - آپ نے ہندی نہ جاننے والوں کے علاقوں کو توجہ دلائی ہے کہ ہندی سیکھنا انکا فرض ہے - لیکن فرائض یک رخی نہیں ہوا کرتے - ہم جنوب کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے بہت سے ہندی سیکھہ لیں لیکن ہم یہہ بھی چاہتے ہیں کہ آپ میں سے کچھہ تامل سیکھیں - اسوقت تک جو کچھہ اتحاد حاصل ہوگا وہ غیر حقیقی ہوگا -

اگر اب ہندی کو جنوب میں اتنی تائید حاصل نہیں جتنی سنہ ۳۷ میں حاصل تھی تو یہہ نتیجہ اون لوگوں کے طرز عمل کا ہے جو ہندی کے ہندوستان کے لئے جدوجہد کرتے ہیں - ہم ایک قومی زبان کے حق میں ہیں مگر مہربانی کر کے یہہ نہ سمجھئے کہ ہم کسی زبان کے سامراج کو گوارا کر سکتے ہیں..........................

اپنی زبان کو ہم پر مسلط کرتے ہوئے آپ ہمیں اپنی زبان کو ترقی دینے سے نہیں روک سکتے - صرف انگریزی ہی جنوب کے مختلف فرقوں کے درمیان ایک کڑی ہے جو چاہتے ہیں کہ یا تو انکی زبان قایم رہے یا جو حالت اسوقت ہے وہ قایم رہے -

علاوہ بریں جبکہ لاکھوں تامل خود اپنی زبان میں لکھنے پڑھنے کے قابل نہیں تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ انہیں ہندی پڑھنے پر کیوں مجبور کیا جارہا ہے.......................... آپ قوم کی ایک خدمت کرینگے اگر آپ ہندی والوں کے اس جوش کو لگام لگا سکیں جو وہ قومی زبان پھیلانے کے بارے میں ظاہر کر رہے ہیں -

(ہندوستان ٹایمز) ایل لکشمی چتیر
مدراس کیمپ نئی دہلی

نئی کتابیں

"آجکل"

آجکل نے اردو زبان کے رسالہ کی حیثیت سے اس قسم کی اشاعتوں کا ایک اونچا معیار قایم کیا ہے - سنہ ۵۰ ع کا سالنامہ ہر پہلو سے اردو ادب میں ایک بلند مقام رکھتا ہے - حضرت جوش، عرش ملسیانی اور جگن ناتھ آزاد جیسے ادیبوں کی شرکت کار کا یہہ نتیجہ ہر طرح توقع کے مطابق ہے - نظم اور نثر دونوں میں موضوعات کے تنوع نے تصاویر کی زیب و زینت کے ساتھہ "اجکل" کی اشاعتوں کے معیار کو بلند تر کر دیا ہے - تحقیقی مضامین میں فایز کی شاعری اور "ذکر میر" اعلے پایہ کے مضامین ہیں نظم کے حصہ میں جوش کی نظم "بدر نامہ" جگن ناتھ آزاد کی غزل (خش و خاشاک میں روح گلستاں لیکے آیا ہوں) اور دوسری نظمیں خوب ہیں - اخر میں ہندستانی زبانوں کے ادب سے، ہندی، بنگالی، پنجابی، تامل، مرہٹی، ملایلم اور دوسری زبانوں کے ادبی نمونے ایک مضمون میں پیش کئے گئے ہیں - سالنامہ کی ترتیب کا یہہ پہلو خاص طور پر قابل تحسین اور دوسروں کے لئے قابل تقلید ہے - ملک کی مختلف زبانوں کا ادب ابھی ابھی جبکہ دوسری زبانوں کے ادب سے اسقدر اجنبی رہتا ہے کہ گویا ملک کی ہر دو زبانوں کے درمیان ذہنی دیواریں کھڑی ہوئی ہیں - ملک کی ایکتا کے لئے ان دیواروں کا توڑنا ضروری ہے اور یہہ کام ہمارے ادبی رسایل کا ہے کہ وہ "آجکل" کے اس اشارے کو اپنا رہنما بنائیں - ہم "آجکل" کے شعبہ ادارت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے یہہ راہ دکھائی -

---

اردو ادب

انجمن ترقی اردو ہند علی گڈہ کا سہ ماہی رسالہ اردو ادب جس کے تنقیدی اور محققانہ مضامین خاص امتیاز رکھتے ہیں - اپنی روایتی خصوصیات کے ساتھہ جناب آل احمد سرور صاحب کی ادارت و نگرانی میں عنقریب شائع ہو رہا ہے - قیمت سالانہ محصول ڈاک وغیرہ ملا کر دس روپئے اور ایک پرچے کی قیمت دو روپئے رکھی گئی ہے -

بہ اہتمام عزیز حسین عزیز منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈہ چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو علی گڈہ سے شائع کیا -